ALAHAZRAT NETWORK
www.alahazratnetwork.org
حالتِ روزہ میں دھونی لینے
کے بارے میں اطلاع
الاعلام بحال
البخور فی الصیام
۱۳۱۵ھ
تصنیف لطیف:۔
اعلیٰ حضرت، مجدد امام احمد رضا علیہ الرحمہ
ALAHAZRAT NETWORK
اعلیٰحضرت نیٹ ورک
www.alahazratnetwork.org

الاعلام بحال البخور فی الصیام

۱۳۱۵ھ

(حالتِ روزہ میں دُھونی لینے کے بارے میں اطلاع)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ رب محمد صلی علیہ و سلما

مسئلہ ۲۲۵ از جوناگڑھ کاٹھیاواڑ سرکل مدار المہام مرسلہ مولوی امیر الدین صاحب ۵ ذیقعدہ ۱۳۱۵ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک کامل عارف باللہ کے مقبرہ میں بارہ بارہ چند حضرات مل کر بعد ۴ بجے دن کے فاتحہ کے لیے حاضر ہوتے ہیں اور بوقتِ فاتحہ ہمیشہ مزار شریف سے کچھ فاصلہ پر لوبان بھی جلایا جاتا ہے اور حاضرینِ مزار شریف کے قریب کھڑے ہوکر فاتحہ پڑھتے ہیں مگر حضار میں سے کسی شخص کا ارادہ خوشبو یا دُھواں لینے کا ہرگز نہیں ہوتا، اگر بغیر قصد وارادے کے دُھواں ناک وحلق وغیرہ میں چلا جائے تو کیا روزہ فاسد ہوجائے گا؟ ماہِ رمضان المبارک میں ایک شخص نے بیان کیا کہ اس خفیف دُھوئیں سے روزہ جاتا رہا اور کفارہ لازم آیا، اور جہاں لوبان جلتا ہے روزہ دار وہاں سے علیحدہ کھڑے ہوتے ہیں اگرچہ مکان ایک ہے۔ بینوا توجروا۔

الجواب

الحمد للّٰه الذی فرض علینا الصیام مطهرا وجعل ھذا الدین یسرا والصلوۃ والسلام علی اطیب ریحان الرحمان طیبا ونشرا وعلٰی اٰلہٖ وصحبہٖ الذین من اقتفاھم لایصل الیہ دخان الضلال وردا ولاصدرا۔

تمام تعریف اللہ عزوجل کی جس نے طہارت کے لیے ہم پر روزے فرض فرمائے اور اس دین کو آسان بنایا، اور صلوٰۃ وسلام ہو اس ذات اقدس پر جو خوشبو کے لحاظ سے رحمان کے تمام گلستان میں اعلٰی ہیں اور آپ کے آل واصحاب پر جنھوں نے آپ کی اس طرح اتباع کی کہ انھیں کسی بھی طرف سے گمراہی کی کوئی غبار لاحق نہ ہوسکے۔ (ت)

متون وشروح وفتاوٰی عامہ کتب مذہب میں جن پر مدار مذہب ہے علی الاطلاق تصریحات روشن ہیں کہ دُھواں یا غبار حلق یا دماغ میں آپ چلا جائے کہ روزہ دار نے بالقصد اسے داخل نہ کیا ہو تو روزہ نہ جائے گا اگرچہ اس وقت روزہ ہونا یاد تھا۔ وقایہ ونقایہ واصلاح وملتقی وتنویر وغیرہا میں ہے:

واللفظ للاصلاح دخل غبار اودخان او ذباب حلقہ لم یفطر۔[1]

اصلاح کے الفاظ یہ ہیں: حلق میں اگر غبار، دُھواں یا مکھی داخل ہوگئی تو روزہ نہ ٹوٹے گا(ت)

غُرر متن درر میں ہے:

دخل حلقہ غبار اودخان او ذباب ولو ذاکرا لم یفسد۔[2]

روزہ دار کے حلق میں غبار، دُھواں یا مکھی چلی گئی حالانکہ اسے روزہ یاد تھا تو روزہ فاسد نہ ہوگا(ت)

بدایہ وہدایہ ووافی وکافی میں ہے:

واللفظ للکافی لودخل حلقہ ذباب وھو ذاکر لصومہ یفسد قیاسا لوصول المفطر الی جوفہ وکونہ مما لایتغذی لاینافی الفساد کالتراب وفی الاستحسان لایفسد لانہ لایمکن التحرز عنہ فان

کافی کی عبارت یہ ہے روزہ دار کے حلق میں مکھی چلی گئی حالانکہ اسے روزہ یاد تھا تو روزہ قیاسًا فاسد ہوجائے گا ــــــــ اس لئے کہ روزہ توڑنے والی چیز اس کے حلق میں چلی گئی اور اس کا غذا والی چیز نہ ہونا فساد کے منافی نہیں جیسا کہ مٹی کا حکم ہے اور استحسانًا روزہ فاسد نہ ہوگا کیونکہ اس سے بچنا ممکن نہیں ہے،

---

[1] درمختار باب یفسد الصوم مجتبائی دہلی ۱/۱۴۹

[2] غرر مع درر الحکام باب موجب الافساد احمد کامل الکائنۃ دار السعادۃ بیروت ۱/۲۰۲

الصائم لایجد بدا من ان یفتح فمہ لیتکلم فصار کالغبار والدخان۔[1]

کیونکہ روزہ دار کو بات کرنے کے لیے مُنہ کھولنا پڑتا ہے تو مکھی کا حکم غبار اور دُھوئیں کی طرح ہے۔ (ت)

فتح القدیر[11] میں ہے:

قولہ فاشبہ الغبار والدخان اذا دخلا فی الحلق فانہ لایستطاع الاحتراز عن دخولھما لدخولھما من الانف اذا طبق الفم وصار ایضا کبلل یبقی فی فیہ بعد المضمضۃ۔[2]

مصنف کا قول مکھی کا داخل ہونا غبار اور دھوئیں کی طرح ہے کیونکہ جب وہ حلق میں داخل ہوجائیں تو ان کے دخول سے بچنا ممکن نہیں ہوتا، منہ اگر بند بھی ہو تو وہ ناک کے ذریعے داخل ہوجائیں گے اور یہ اس تری کی مانند بھی ہے جو کلی کے بعد منہ میں رہ جاتی ہے۔ (ت)

نور الایضاح[12] متن امداد الفتاح میں ہے:

لایفسد الصوم لو دخل حلقہ دخان بلاصنعہ اوغبار ولوغبار الطاحون اوذباب اواثر طعم الادویۃ فیہ وھو ذاکر لصومہ۔[3]

ان صورتوں میں روزہ نہیں ٹوٹتا جب حلق میں بلاقصد دُھواں داخل ہوجائے یا غبار خواہ وہ آٹے کی چکی کا ہو، یا مکھی یا دوائیوں کے ذائقے کا اثر منہ میں داخل ہوجائے اگرچہ روزہ دار کو روزہ دار ہونا یاد ہو۔ (ت)

خانیہ[13] وخلاصہ[14] وخزانۃ المفتین[15] میں ہے:

واللفظ للخانیۃ اذا دخل الدخان او الغبار اوریح العطر او الذباب حلقہ لایفسد صومہ۔[4]

خانیہ کی عبارت یہ ہے: حلق میں دھواں، غبار، عطر کی خوشبو یا مکھی داخل ہوجائے تو روزہ فاسد نہیں ہوگا۔ (ت)

سراج الوہاج[16] وہندیہ[17] میں ہے:

---

[1] ہدایۃ باب مایوجب القضاء والکفارۃ المکتبۃ العربیۃ کراچی ۱/۱۹۸
[2] فتح القدیر " " نوریہ رضویہ سکھر ۲/۲۵۸
[3] نور الایضاح ما لایفسد الصوم مطبع علیمی، لاہور ص ۶۴
[4] فتاوٰی قاضی خان الفصل فیما لایفسد الصوم منشی نولکشور لکھنؤ ۱/۹۸

لودخل حلقه غبار الطاحونة اوطعم الادوية اوغبار الهرس واشباهه اوالدخان اوما سطح من غبار التراب بالريح او بحوافر الدواب واشباه ذلك لم يفطره[1]

اگر روزہ دار کے حلق میں چکی کا غبار، ادویات کا ذائقہ، گھوڑے کے دوڑتے یا اس کی ہم مثل کی غبار، دھواں، ہوا کے ذریعے اڑنے والی، چوپایوں اور اس کے ہم مثل کی وجہ سے اڑنے والی غبار چلی جائے تو روزہ نہیں ٹوٹتا۔ (ت)

وجیزہ[18] القردی[19] و واقعات[20] المفتیین میں ہے:

دخل الذباب اوالدخان اوالغبار حلقه اوبقی بلل بعد المضمضة فابتلعه مع البزاق لم یفطر[2]

روزہ دار کے حلق میں مکھی، دھواں یا غبار چلی گئی یا کُلی کے بعد تری منہ میں رہ گئی اور اسے وہ تھوک کے ساتھ نگل گیا تو روزہ نہیں ٹوٹے گا (ت)

ہاں اگر صائم اپنے قصد وارادہ سے اگر یا لوبان خواہ کسی شے کا دھواں یا غبار اپنے حلق یا دماغ میں عمداً بے حالت نسیان صوم داخل کرے، مثلاً بخور سلگائے اور اسے اپنے جسم سے متصل کرکے دھواں سونگھے کہ دماغ یا حلق میں جائے تو اس صورت میں روزہ فاسد ہوگا۔ درمختار[21] میں ہے:

مفاده انه لوادخل حلقه الدخان افطرای دخان کان ولو عودا اوعنبرا لوذاکرا لامکان التحرز عنه فلیتنبه له کما بسطه الشرنبلالی[3]

اس کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر کسی روزہ دار نے بقصد اپنے حلق میں دھواں داخل کیا تو اس کا روزہ ٹوٹ جائے گا خواہ وہ دھواں عود یا عنبر کا ہو، اگر اسے روزہ یاد ہو کیونکہ اس سے بچنا ممکن ہے اس پر متنبہ رہنا چاہیے، جیسا کہ اس پر شرنبلالی[22] سے تفصیلی گفتگو کی ہے۔ (ت)

علامہ شرنبلالی نے غنیہ ذوی الاحکام[23] وامداد الفتاح[24] ومراقی الفلاح[25] تینوں کتابوں میں فرمایا:

وهذا لفظ المراقی وفیما ذکرنا اشارة الی انه من ادخل بصنعه دخانا حلقه بای صورة کان الادخال فسد صومه،

مراقی الفلاح کی عبارت یہ ہے جو کچھ ہم نے ذکر کیا اس میں یہ اشارہ ہے کہ اگر کسی نے ارادۃً حلق میں دھواں داخل کیا خواہ ادخال کی کوئی صورت

---

[1] فتاوٰی ہندیہ | الباب الرابع فیما یفسد الصوم | نورانی کتب خانہ پشاور | ۱/۲۰۳
[2] فتاوٰی القرویۃ | کتاب الصوم | دار الاشاعۃ العربیہ قندھار افغانستان | ۱/۱۵
[3] درمختار | باب ما یفسد الصوم | مجتبائی دہلی | ۱/۱۴۹

سواء کان دخان عنبراوعوداوغیرھما حتی من تبخر ببخور فآواہ الی نفسه و اشتم دخانا ذاکرا لصومه افطر لامکان التحرز عن ادخال المفطر جوفه ودماغه وھذا ممایغفل عنه کثیرمن الناس فلیتنبه له ولایتوھم انه کشم الورد ومائه والمسك لوضوح الفرق بین ھواء تطیب بریح المسك و شبھه وبین جوھر دخان وصل الی جوفه بفعله۔[1]

ہو تو روزہ ٹوٹ جائے گا خواہ وہ دُھواں عنبر، عود یا ان کے ہم مثل کسی کا ہو حتی کہ جس نے دُھونی سلگائی اور اپنے قریب کرکے اس کا دُھواں سُونگھا حالانکہ روزہ یاد تھا تو روزہ ٹوٹ جائے گا کیونکہ اس صورت میں پیٹ اور دماغ کو روزہ توڑنے والی شے سے محفوظ رکھنا ممکن ہے، یہ ان چیزوں میں سے ہیں جن سے اکثر لوگ غافل ہیں لہٰذا اس پر خصوصی توجہ دیجئے، یہ وہم نہ کیا جائے کہ یہ تو پھول اور کستوری سُونگھنے کی طرح ہی ہے کیونکہ خوشبو کی مہک اور جوہر دخان میں جو ارادۃً جوف میں جائے بڑا واضح فرق ہے (ت)

اسی طرح رد المحتار[25] میں امداد الفتاح اور طحطاویہ[26] میں غنیہ سے نقل فرماکر مقرر رکھا۔ مجمع الانہر[27] شرح ملتقی الابحر میں ہے:

علی ھذا لوادخل حلقه فسد صومه حتی ان من تبخر ببخور فاستشم دخانه فادخله حلقه ذاکرا لصومه افطر لانھم فرقوا بین الدخول والادخال فی مواضع عدیدۃ لان الادخال عمله والتحرز ممکن ویؤیدہ قول صاحب النھایة اذا دخل الذباب جوفه لایفسد صومه لانه لم یوجد ماھو ضد الصوم وھو ادخال الشئ من الخارج الی الباطن وھذا مما یغفل عنه کثیر فلیتنبه له۔[2]

اس بنا پر اگر کسی روزہ دار نے مذکورہ اشیاء میں سے کسی چیز کو اپنے حلق میں داخل کیا تو اس کا روزہ فاسد ہوجائیگا حتی کہ جس نے بخور کے ساتھ دُھونی دی اور اس کا دُھواں سُونگھا اور روزہ یاد ہوتے ہوئے حلق میں داخل کیا تو روزہ ٹوٹ جائے گا کیونکہ فقہاء نے متعدد جگہ پر دخول اور ادخال میں فرق کیا ہے کیونکہ ادخال صائم کا اپنا عمل ہے جس سے بچنا ممکن ہے اس کی تائید صاحبِ نہایہ کا یہ قول کرتا ہے کہ جب مکھی پیٹ میں داخل ہوگئی تو روزہ نہیں ٹوٹے گا کیونکہ کوئی ایسی چیز نہیں پائی گئی جو روزہ کی ضد ہو اور وہ خارج سے کسی شَے کا باطن میں داخل کرنا ہے اس سے بہت سے لوگ غافل ہیں لہٰذا اس پر توجہ چاہئے۔ (ت)

---

[1] مراقی الفلاح مع حاشیۃ الطحطاوی باب فی بیان مالایفسد الصوم نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ص ۳۶۱-۳۶۲

[2] مجمع الانہر باب موجب الفساد دار احیاء التراث العربی بیروت ۱/۲۴۵

حاشیۃ الکنز للعلامۃ السید ابی السعود الازہری پھر طحطاوی علی المراقی میں ہے :

واللفظ للاول قولہ او دخل حلقہ غبار و التقیید بالدخول للاحتراز عن الادخال ولھذا اصرحوا بان الاحتواء علی المبخرۃ مفسد[1]	قولہ "دخل حلقہ غبار" دخول کی قید ادخال سے احتراز کے لیے اسی لیے فقہاء نے تصریح کی کہ بخوردان پر محتوی ہونا مفسد روزہ ہے۔ (ت)

بالجملہ مسئلہ غبار و دخان میں دخول بلا قصد و ادخال بالقصد پر مدار کار ہے۔ اول اصلاً مفسد صوم نہیں اور ثانی ضرور مفطر، اور بداہۃً واضح کہ صورت مذکورۂ سوال صورتِ دخول ہے نہ کہ شکلِ ادخال، تو اس میں انتقاضِ صوم کا حکم محض بے سند و بے اصل خیال۔

اقول وباللہ التوفیق وبہ الوصول الی ذری التحقیق تحقیقِ مقام و تنقیحِ مرام بتوفیق الملک العلام یہ ہے کہ حقیقت صوم امساک عن المفطرات الشرعیہ میں محصور اور تکالیفِ شرعیہ قدر وسع پر مقصور، اور انتفائے حقیقت کو انتفائے شے قطعاً لازم و ضرور، جس میں ضرورت و عدمِ ضرورت کا تفرقہ عقلاً و نقلاً باطل و مہجور، مثلاً حقیقتِ نکاح ایجاب و قبول ہے اگرچہ جانبِ ولی سے، اب اگر کوئی شخص ایسی جگہ ہو جہاں نہ کوئی ولی نہ حاکم اسلام اور بوجہ شدتِ احتیاج زن حالت تا بجنونِ حقیقی پہنچے کہ اہلیت تصرف سے خارج ہو جائے تو اس ضرورتِ شدیدہ کے لحاظ سے ہرگز روا نہ ہوگا کہ کوئی عورت بمجرد ایجاب بے قبول اس کی زوجہ بن جائے یا حقیقت زکوٰۃ کہ تملیک فقیر الخ ہے، اگر کہیں ایسا ہو کہ مصرف کوئی نہ ملے جیسا کہ زمان برکت فشان سیدنا مسیح کلمۃ اللہ صلوٰۃ اللہ تعالٰی وسلامہ علیہ میں ہونے والا ہے تو یہ ممکن نہیں کہ براہِ ضرورت زکوٰۃ اپنی حقیقت سے منسلخ ہو کر کسی غنی کو دینا زکوٰۃ قرار پائے، ارکان ساقطہ بضرورت حقیقت ارکان سعت ہوتے ہیں نہ ارکان اصل حقیقت، ورنہ تحقق شئے بے حقیقت شئی محال عقلی ہے تو منافیات سنخ ذات میں ضرورت و بے ضرورت سے تفرقہ نہیں کر سکتے، اب ہم ان اشیاء کو جو خارج سے جوف صائم میں داخل ہوں نظر کریں تو انحائے مختلفہ کو پاتے ہیں ان میں بعض وہ ہیں جن سے کسی وقت صائم کو احتراز ممکن نہیں، جیسے ہوا، بعض وہ جن سے احیاناً تلبس ہر شخص کو ضرور، اور ان سے تحرز کلی نا مقدور، جیسے دخولِ غبار و دخان کہ کسی نہ کسی طرح انسان کو ان سے قرب کی حاجت ضروری ہے اور وہ اپنی حد ذات میں ممکن الاحتراز نہیں آدمی کو کلام سے چارہ نہیں، اور کلام نہ بھی کرے تو بے تنفس کیونکر گزرے، اور ہوا کہ ان کی حامل ہوتی ہے اور تمام

---

[1] فتح المعین حاشیہ علی شرح ملا مسکین باب ما یفسد الصوم ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/ ۴۳۱
طحطاوی علی مراقی الفلاح باب فی بیان ما لا یفسد الصوم نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ص ۳۶۲

فضا میں بھری اور متحرک رہتی، جابجا لیے پھرتی ہے، آدمی منہ بند بھی رکھے تو یہ ناک کی راہ سے داخل ہوسکتے ہیں اور بعض وہ جن سے ہمیشہ تحرز کرسکتا ہے اگرچہ نادراً بعض اشخاص کو بعض حالات ایسے پیش آئیں کہ تلبس پر مجبور کریں، جیسے طعام وشراب، اور انھیں دخان وغبار کا بالقصد ادخال کہ یہ تو اپنا فعل ہے انسان اس میں مجبور محض نہیں، شرع مطہر نے کہ حکیم ورحیم ہے جس طرح قسم اول کو مفطرات سے خارج فرمایا کہ اگر اسے ملحوظ رکھیں تو صوم ممتنع اور تکلیف روزہ تکلیف بالمحال ٹھہرے اسی قسم ثانی کو مطلقاً شمار مفطرات میں نہ رکھا کہ اگر مفطر مانیں تو دو حال سے خالی نہیں، یا تو حکم فطر ہمیشہ ثابت رکھیں تو وہی تکلیف مالا یطاق ہوتی ہے یا وقت ضرورت باوصف حصول مفطر، روزہ باقی جانیں تو بقائے شے مع انتفائے حقیقت یا اجتماع ذات ومنافی ذات لازم آئے اور یہ باطل ہے، ہم ابھی کہہ آئے ہیں کہ دربارۂ حقائق ضرورت کارگر نہیں ہوتی ولہذا شرع مطہر سے ہرگز معہود نہیں کہ کسی شے کو بخصوصہ مفطر قرار دے کر بعض جگہ بنظر ضرورت حکم افطار ساقط فرمایا مثلاً کتب فقہیہ پر نظر ڈالے،

اولاً بیمار قریب مرگ ہوگیا مجبوراً دوا پی ضرورت کیسی شدید تھی جس نے روزہ توڑنا جائز کردیا مگر روزہ ٹوٹنے کا حکم مرتفع نہ ہوا۔

ثانیاً ظالم تلوار سر پر لیے کھڑا ہے کہ نہیں کھاتا تو قتل کردے گا کیسی سخت ضرورت ہے حکم ہوگا کھالے مگر یہ نہ ہوگا کہ روزہ نہ جائے۔

ثالثاً مخمصہ والے مضطر کی ضرورت سے زیادہ کس کی ضرورت ہے، جس کے لیے مردار سے مردار حرام سے حرام میں اثم زائل، اور بقدر حفظ رمق تناول فرض ہوا مگر یہ نہیں کہ یہ حالت بصورت صوم واقع ہو تو ضرورت کے لحاظ سے روزہ نہ ٹوٹے۔

رابعاً سوتا مرا برابر ہوتا ہے النوم اخت الموت (نیند موت کی بہن ہے۔ ت) سوتے کے پاس بچنے کا کیا حیلہ، احتراز کا کیا چارہ، مگر یہ ناممکن الاحترازی بقائے صوم کا حکم نہ لائی، سوتے میں حلق میں کچھ چلا جائے تو روزے پر وہی فساد کا حکم آئے گا، غرض خادم فقہ کے نزدیک بدیہیات سے ہے کہ شرع مطہر کبھی کسی چیز کو مفطر مان کر ضرورت وعدم ضرورت کا فرق نہیں فرماتی، لحاظ ضرورت صرف اس قدر ہوتا ہے کہ افطار جائز بلکہ کبھی فرض ہوجائے مگر مفطر مفطر نہ رہے یہ ناممکن، تو ثابت ہوا کہ اس اصل اجماعی عقل ونقل و قاعدہ شرعیہ آیۂ لا یکلف اللہ نفسا الا وسعہا[1] (اللہ تعالٰی کسی نفس کو اس کی طاقت سے بڑھ کر مکلف نہیں ٹھہراتا۔ ت) نے واجب کیا کہ قسم ثانی بھی راساً عداد مفطرات سے مہجور اور مفطر شرعی صرف قسم ثالث میں محصور ہو۔ بحمد اللہ تعالٰی اس تقریر منیر سے روشن ہوا کہ مفطر نہ ہونے کے لیے جس طرح قسم سوم کی ضرورت نادرہ

---

[1] القرآن ۲/۲۸۶

کہ اتفاقًا بعض صائمین کو بعض احوال میں لاحق ہو جیسے مفطر و مکروہ و نائم و مریض کی مجبوری کافی نہیں ہوسکتی، یُونہی قسم اول کی ضرورت دائمہ لازمہ غیر منفکہ بھی درکار نہیں بلکہ صرف قسم دوم کی ضرورت عامہ فعلیہ بس ہے اور جب اس کی بناء پر وُہ شے شمار مفطر سے خارج رہی تو اب تفصیل و تفریقِ اوقات و حالاتِ ضرورت نہیں کرسکتے ورنہ وہی استحالہ لازم آئے گا جسے ہم ابھی عقلاً و نقلاً باطل کرچکے، پس دخولِ دخان و غبار بے قصد و اختیار کبھی کہیں پایا جائے اصلاً مفسدِ صوم نہیں ہوسکتا، نہ اس کہنے کی گنجائش کہ فلاں جگہ اتفاق دخول وہاں جانے سے ہوا نہ جاتا نہ ہوتا، اور جانا قصدًا تھا تو ممکن الاحتراز ہُوا۔ امام کردری وجیز میں فرماتے ہیں:

اذا بقی بعد المضمضة ماء فابتلعه بالبزاق ثم لم یحفظ لتعذر الاحتراز[1]

اگر کلی کے بعد منہ میں کچھ پانی باقی رہ جائے اور روزہ دار اسے تھوک کے ساتھ نگل جائے تو روزہ نہیں ٹوٹے گا کیونکہ اس سے بچنا ممکن نہیں (ت)

فتح سے اسی مسئلہ میں گزرا:

صار کبلل یبقی فی فیه بعد المضمضة۔[2]

یہ اس تری کی طرح ہے جو کلی کے بعد منہ میں باقی رہ جاتی ہے۔ (ت)

شرنبلالیہ میں امام زیلعی سے ہے:

اذا دخل حلقه غبار او ذباب وھو ذاکر لصومه لا یفطر لانه لا یقدر علی الامتناع عنه فصار کبلل یبقی فی فیه بعد المضمضة۔[3]

جب روزہ دار کے حلق میں غبار یا مکھی داخل ہوجائے اگرچہ اسے روزہ یاد ہو تو روزہ فاسد نہ ہوگا کیونکہ اس سے بچنے پر قادر نہیں یہ اس تری کی طرح ہے جو کلی کے بعد اس کے منہ میں باقی رہتی ہے (ت)

شرح الملتقی للعلامہ عبدالرحمن الرومی میں ہے:

انه لا یقدر علی الامتناع عنه فانه اذا اطبق الفم لا یستطاع الاحتراز عن الدخول من الانف فصار کبلل یبقی فی

روزہ دار اسے روکنے پر قادر نہیں کیونکہ اگر منہ بند بھی رکھے پھر بھی ناک کے ذریعے غبار کے دخول سے احتراز کی طاقت نہیں رکھتا تو یہ یُونہی جیسے کہ وُہ

---

[1] بزازیہ برحاشیہ فتاوٰی ہندیہ کتاب الصوم نورانی کتب خانہ پشاور ۴/۱۰۰
[2] فتح القدیر باب مایوجب القضاء نوریہ رضویہ سکھر ۲/۲۵۸
[3] غنیۃ ذوی الاحکام حاشیۃ درر الحکام باب موجب الافساد مطبعہ احمد کامل الکائنہ دار سعادت مصر ۱/۲۰۲

فیہ بعد المضمضۃ ؎۱ — تری جو کُلّی کے بعد منہ میں باقی رہ جاتی ہے (ت)

دیکھو کُلّی کے بعد جو تری منہ میں باقی رہتی ہے اُسے بھی شرع نے اسی تعذرِ تحرز کی بنا پر مفطر نہ ٹھہرایا اب ہاں یہ لحاظ ہرگز نہیں کہ یہ کُلّی خود بھی ممکن الاحتراز تھی یا نہیں ، اگر محض بے ضرورت کُلّی کی جب بھی وُہ تری ناقضِ صوم نہ ہوگی حالانکہ ضرور کہہ سکتے تھے کہ یہ اس کا دخول اس کُلّی کرنے سے ہوا ، نہ کرتا نہ ہوتا ، اور کُلّی بے ضرورت تھی تو ممکن الاحتراز ہُوا ۔ بزازیہ میں ہے :

یکرہ ادخال الماء فی الفم بلاضرورۃ وفی ظاھر الروایۃ لاباس لان المقصود التطہیر فکان کالمضمضۃ ؎۲

بلاضرورت پانی کا منہ میں داخل کرنا مکروہ ہے اور ظاہر روایت کے مطابق اس میں کوئی حرج نہیں کیونکہ مقصود تطہیر ہے لہذا یہ کُلّی کی طرح ہے (ت)

حتی کہ بے ضرورت کُلّی کرنی ظاہر الروایۃ میں مکروہ بھی نہیں حالانکہ عنقریب آتا ہے کہ بے ضرورت نمک دیکھنے کے لیے شوربا چکھنا مکروہ و ناجائز ہے ، تو وجہ وہی کہ شرع مطہر اسے شمار مفطرات سے خارج فرما چکی تو اب ضرورت وعدمِ ضرورت پر نظر نہ ہوگی نہ اس میں کسی مفطر کا احتمال پیدا ہوگا کہ کراہت آئے ۔

ثم اقول وباللہ التوفیق اس پر تو عرشِ تحقیق مستقر ہُوا کہ دخول بلاصنعہ کیفما کان (بلاقصد دخول جیسے بھی ہو ۔ ت) اصلاً صالح افطار نہیں ، ولہذا علمائے کرام نے مدارِ فرق صرف دخول و ادخال پر رکھا ، دخول کا کوئی فرد مفطر میں داخل نہ کیا کما سمعت من نصوصھم (جیسا کہ ان کی تصریحات آپ سُن چکے ۔ ت) مگر یہاں ایک نکتہ دقیقہ اور ہے سبب شیئ مفضی الی الشیئ (شیئ کا سبب شیئ تک پہنچانے والا ہوتا ہے ۔ ت) دو قسم ہے :

ایک مفضی کلیۃً یا غالباً جس کے بعد وقوعِ مسبب عادۃً متیقن یا مظنون بظنِ غالب ہو کہ فقہیات میں وُہ بھی ملتحق بالیقین ۔

دوسرا مفضی نادراً جس کے بعد مسبب کبھی واقع ہوجائے ، قسم اول کے قصد کو قصدِ مسبب کہنا مستبعد نہیں کہ جب صاحبِ قصد کو معلوم کہ اس کے بعد مسبب ضرور یا اکثر واقع ہی ہوتا ہے اور اس نے سبب کا ارتکاب بالقصد کیا تو گویا وقوعِ سبب کا التزام کرچکا بایں معنی خیال کرسکتے ہیں کہ ایسا دخول داخلِ شق ادخال ہوگا ، مگر قسم دوم ہرگز اس قابل نہیں ، پُرظاہر کہ یہ سبب کافی نہ ہوگا ۔ اور اس کے بعد وقوع مسبب

؎۱ مجمع الانہر شرح ملتقی الابحر — باب موجب الفساد — داراحیاء التراث العربی بیروت — ۱/۲۴۵

؎۲ بزازیہ برحاشیہ فتاوٰی ہندیۃ — کتاب الصوم — نورانی کتب خانہ پشاور — ۴/۱۰۵

حالتِ شک و احتمال ہی میں آئے گا تو اس کے قصد کو مجازاً بھی قصد مسبب نہیں کہہ سکتے وھذا لایذھب عن عقلاء اقل نبیہ فضلا عن فاضل فقیہ (یہ تو کسی عقل عاقل سے مخفی نہیں چہ جائیکہ کسی فاضل فقیہ کے علم سے مخفی ہو۔ ت) حجت ساطعہ لیجئے کان میں بالقصد پانی کا ادخال اصح الاقوال پر مفسدِ صوم ہے مگر یہی ائمہ کرام جو بحالتِ قصد ادخال افساد وابطال کی تصحیح فرماتے ہیں نہانے یا دریا کے اندر جانے میں اگر پانی کان میں چلا جائے تو روزہ نہ جانے کی تصریح فرماتے ہیں ائمہ نے اصلاً اس کا اعتبار نہ فرمایا کہ اس دخولِ آب کا سبب نہانا یا غوطہ لگانا ہوا اور یہ افعال اس نے بالقصد کئے تو گویا بالقصد پانی کان میں پہنچایا وجہ وہی ہے کہ یہ افعال غالباً دخولِ آب کے موجب نہیں ہوتے اگرچہ کبھی واقع ہوتا بھی ہے تو اُن کا قصد اس کا قصد نہیں ہوسکتا۔ خانیہ میں ہے:

لوخاض الماء فدخل الماء فی اذنه لایفسد صومه وان صب الماء فی اذنه اختلفوا فیه والصحیح هو الفساد لانه وصل الی الجوف بفعله فلایعتبر فیه صلاح البدن۔[1]

اگر پانی میں غوطہ لگایا اور پانی کانوں میں داخل ہوگیا تو روزہ فاسد نہ ہوگا اور اگر کان میں پانی خود ڈالا تو اس بارے میں اختلاف ہے، مذہب صحیح یہی ہے کہ روزہ فاسد ہوجائے گا کیونکہ اس صورت میں پانی پیٹ تک اس کے عمل سے پہنچا ہے لہذا اس میں اصلاح بدن کا اعتبار نہیں ہوگا (ت)

فتاوٰی امام بزازی میں ہے:

خاض الماء فدخل اذنه لایفسد بخلاف دخول الدهن وان صب الماء فی اذنه افسده فی الصحیح لوجود الفعل لایعتبر صلاح البدن۔[2]

روزہ دار پانی میں غوطہ زن ہُوا، اس کے کان میں پانی داخل ہوگیا تو روزہ فاسد نہ ہوگا بخلاف تیل کے دخول کے، اور اگر پانی کان میں ڈالا تو یہ صحیح قول کے مطابق روزہ کو فاسد کردے گا کیونکہ یہ اس کے اپنے عمل سے ہوا ہے، پس اس صورت میں اصلاحِ بدن کا اعتبار نہیں کیا جائے گا۔ (ت)

جواہر الاخلاطی میں ہے:

لواغتسل اوخاض فی الماء فدخل الماء اذنه لایفسد صومه بلاخلاف ولو ادخل الماء فی اذنه ففیه الاختلاف

اگر غسل کیا یا پانی میں غوطہ زن ہُوا تو پانی کان میں داخل ہوگیا تو بالاتفاق روزہ فاسد نہ ہوگا اور اگر پانی کان میں خود داخل کیا تو اس میں اختلاف ہے

[1] فتاوٰی قاضیخان الفصل الخامس فیما لایفسد الصوم منشی نولکشور لکھنؤ ۱/ ۹۹
[2] بزازیہ برحاشیہ فتاوٰی ہندیہ کتاب الصوم نورانی کتب خانہ پشاور ۴/ ۹۸

والاصح ھو الفساد لوصولہ الی الدماغ ووصول ما لا فیہ صلاح البدن غیر معتبر کما لو ادخل خشبۃ فی دبرہ وغیبہا۔[1]

اصح قول یہ ہے کہ روزہ فاسد ہوجائے گا کیونکہ یہ دماغ تک پہنچ جاتا ہے اور دماغ تک ایسی چیز کا پہنچنا جس میں اصلاح بدن نہ ہو غیر معتبر ہے، جیسا کہ اگر کسی نے اپنی دبر میں لکڑی داخل کی اور وُہ غائب ہوگئی (ت)

فتح القدیر میں ہے:

الفساد اذا ادخل الماء اذنہ لا اذا دخل بغیر صنعہ کما اذا خاض نہرا۔[2]

روزے کا فساد تب ہوگا جب خود اپنے کان میں پانی داخل کرے، اپنے عمل کے بغیر پانی داخل ہونے سے فاسد نہ ہوگا جیسا کہ نہر میں غوطہ زن ہُوا۔ (ت)

دیکھو کیسی صریح تصریحیں ہیں کہ ایسے سبب کا قصد قصدِ مسبب نہیں، یہاں تک کہ اس صورت میں باوصف فعل سبب، وقوعِ مسبب کو بغیر صنعہ (اپنے عمل کے بغیر۔ ت) فرماتے ہیں۔ اب ہم اپنے مسئلہ دائرہ کو دیکھیں تو کسی مکان میں جہاں بخور سلگتا ہو موضع بخور سے جدا و دُور جا کھڑا ہونا کہ دُھواں لینے کا قصد درکنار دُھوئیں کے پاس تک نہ ہو، ہرگز کسی عاقل کے نزدیک دخولِ دخان کا سبب غالب نہیں ہوسکتا ورنہ واجب تھا کہ رمضان مبارک میں دن کو آگ روشن ہونا، شام کے لیے کچھ کھانا پکنا حرام و باعثِ افطارِ صیام ہوتا اس میں تو شاید خود یہ معترضین بھی شامل ہوں اور امکان احتراز ہی کی ہوس ہو اگرچہ عند التحقیق مفطرات میں اس کو دخل نہیں کما بیناہ بابین وجہ لا یحوم حوم حماہ شبھۃ (ہم نے اسے ایسی واضح وجہ کے ساتھ بیان کیا جسے شبہ کا کوئی جالا ڈھانپ نہیں سکتا۔ ت) تو وُہ بھی بداہۃً حاصل کیا ممکن نہ تھا کہ جو کچھ پکانا ہو سحری تک پکا رکھیں یا شام کے وقت بازاری اشیاء پر قناعت کریں خصوصاً اہلِ عرب کہ ویسے بھی کھجوروں پر قناعت کے عادی تھے، ہاں سحر کا پکا سرد ہوجاتا یا بازاری اشیاء میں مزہ نہ آتا، یہ عدم امکان احتراز نہ ہوا زبان کا مزہ ٹھہرا، کیا اس کے لیے روز روزے رکھ کر باطل کردینا حلال ہوجاتا، جس گھر میں دُھواں ہو وہاں موجود ہونا درکنار نصوصِ علماء شاہد عدل کہ خود کھانا پکانا صبح سے شام تک روٹی لگانا بھی دخولِ دخان کا سبب غالب نہیں،

اولاً قنیہ و تاتارخانیہ[3] و بحر الرائق[4] و درمختار و رد المحتار وغیرہا میں ہے:

---

[1] جواہر الاخلاطی کتاب الصوم قلمی نسخہ ص ۴۷

[2] فتح القدیر باب ما یوجب القضاء نوریہ رضویہ سکھر ۲/۲۶۷

والنظم للدر لایجوز ان یعمل عملا یصل به الی الضعف فیخبز نصف النهار ویستریح الباقی فان قال لایکفینی کذب باقصر ایام الشتاء[1]

در کے الفاظ ہیں کوئی ایسا عمل جائز نہیں جو کمزور کردے تو نانبائی مثلاً یوں کرے کہ نصف دن روٹی پکائے اور باقی دن آرام کرے، پس اگر وہ شخص کہے کہ اس قدر عمل مجھے کفایت نہیں کرتا تو اس کی تکذیب کی جائے سردیوں کے سب سے چھوٹے دن ہیں (ت)

دیکھو نان پز کو فرماتے ہیں اگر گرمی کے دنوں میں سارے دن روٹی لگانے سے وہ ضعف پیدا ہو کہ ادائے صیام میں خلل انداز ہو تو آدھے دن پکائے کہ چھوٹے دنوں میں دن بھر پکاتا تھا، نمازوں وغیرہ کے وقت نکال کر گرمیوں کا نصف دن اسی کے قریب قریب ہو جائے گا، یہ نہیں فرماتے کہ ضعف تو جب آئے گا آئے گا اور پوتھائی دن در کنار روٹی پکانے سے دھواں جو حلق و دماغ میں جاکر روزہ ہی کھو دے گا۔

ثانیاً سراجیہ[2] وغیرہا میں ہے،

امة افطرت فی رمضان متعمدة لضعف اصابها من عمل السید من طبخ او غیره کان واسعا وقضیة للمملوك ان یمتنع عما یعجزه عن اداء الفرائض[2]

وہ لونڈی جس نے اپنے مالک کی خدمت مثلاً کھانا پکانا وغیرہ سے پیدا ہونے والے ضعف کے پیش نظر مجبوراً روزہ توڑ دیا تو جائز ہے اور غلام کو یہ حکم ہے کہ وہ ایسے کاموں سے رک جائے جو ادائے فرائض سے عاجز کر دینے والے ہوں (ت)

یہ فرمایا کہ کنیز کو پکانے وغیرہ کی محنت سے ضعف ایسا لاحق ہوا کہ مجبوراً روزہ توڑنا پڑا جائز ہے اور قضا رکھے، یہ کیوں نہیں فرماتے کہ سرے سے پکانا ہی سبب افطار ہے، اور کنیز کو جائز نہیں کہ اس میں مولٰی کی اطاعت کرے۔ ظہیریہ[3] و ولوالجیہ و بحر الرائق[3] وغیرہا میں ہے:

للامة ان تمتنع من امتثال امر المولٰی اذا کان ذلك یعجزها عن اقامة الفرائض لانها مبقاة علی اصل الحریة فی حق الفرائض[3]

لونڈی کے لیے مولٰی کے ایسے احکام سے رک جانا ہے جس سے وہ ادائے فرائض سے عاجز آجائیگی کیونکہ ادائے فرائض کے اعتبار سے وہ اصلاً آزاد ہے (ت)

---

[1] درمختار | کتاب الصوم | مطبع مجتبائی دہلی | ۱۵۲/۱
[2] فتاوٰی سراجیہ | " | منشی نولکشور لکھنؤ | ص ۲۹
[3] بحر الرائق | فصل فی العوارض | ایچ ایم سعید کمپنی کراچی | ۲/۸۲-۲۸۱

ثالثاً نورالایضاح ومراقی الفلاح میں ہے:

کرہ للصائم ذوق شیئ لما فیہ من تعریض الصوم للفساد وکرہ مضغہ بلاعذر کالمرأۃ اذا وجدت من یمضغ الطعام لصبیہا کمفطرۃ لحیض، اما اذا لم تجد بد امنہ فلاباس بمضغہا لصیانۃ الولد وللمرأۃ ذوق الطعام اذا کان زوجہا سیئ الخلق لتعلم ملوحتہ وان کان حسن الخلق فلا یحل لہا وکذا الامۃ قلت کذا الاجیر[1]۔

روزہ دار کے لیے کسی شَے کا چکھنا مکروہ ہے کیونکہ یہ روزہ کو فاسد کرنے کے درپے ہوتا ہے۔ اسی طرح طعام کا چبانا بھی بلا عذر مکروہ ہے جیسے خاتون بچے کے لیے کسی دوسرے کو چبانے والا پائے (مثلاً حائضہ عورت کو پائے تو چبانا مکروہ ہے) عورت کو اگر چبانے کے سوا چارہ نہ ہو تو بچے کی حفاظت کے لیے ایسا کرنے میں کوئی حرج نہیں، اور خاتون کے لیے طعام کا چکھنا بھی جائز ہے جبکہ خاوند بدخلق ہو تاکہ وہ نمک وغیرہ چکھ سکے اور شوہر حسن اخلاق والا ہے تو پھر چکھنا جائز نہیں۔ اور لونڈی کا حکم اسی طرح ہے۔ میں کہتا ہوں اجیر بھی اسی حکم میں ہے (ت)

حاشیہ طحطاوی میں ہے:

قولہ کذا الاجیر ای للطبخ[2]۔

قولہ "کذا الاجیر" یعنی کھانے پکانے کا مزدور۔ (ت)

کنز و بحر و نہر و ہندیہ وغیرہا میں ہے:

واللفظ للاولین کرہ ذوق شیئ و مضغہ بلاعذر لما فیہ من تعریض الصوم للفساد ولا یفسد صومہ لعدم الفطر صورۃ ومعنی قید بقولہ بلاعذر لان الذوق بعذر لا یکرہ کما قال فی الخانیۃ فیمن کان زوجہا سیئ الخلق اوسیدہا لاباس بان تذوق بلسانہا والمضغ بعذر بان لم تجد المرأۃ من یمضغ لصبیہا الطعام من حائض او نفساء او غیرہما

پہلی دونوں کتب کی عبارت یہ ہے بلا عذر شَی کا چکھنا اور چبانا مکروہ ہے کیونکہ یہ فسادِ صوم کے درپے ہوتا ہے، ہاں اس سے روزہ فاسد نہ ہوگا کیونکہ صورۃً ومعنیً افطار نہیں پایا گیا "بلا عذر" کی قید اس لیے لگائی ہے کہ عذر کی صورت میں چکھنا مکروہ نہیں جیسا کہ خانیہ میں اس عورت و لونڈی کے بارے میں ہے جس کا خاوند یا مولیٰ بدخلق ہو، اگر ایسا عذر ہو تو زبان کے ساتھ چکھنے میں حرج نہیں اور چبانے میں عذر یہ ہے مثلاً کوئی خاتون نہیں جو بچے کے لیے

---

[1] مراقی الفلاح مع حاشیۃ الطحطاوی فصل فیما یکرہ للصائم نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ص ۳۷۱

[2] حاشیہ طحطاوی علی مراقی الفلاح فصل فیما یکرہ للصائم نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ص ۳۷۱

ممن لایصوم ولم تجد طبیخا و لا لبنا حلیبا لاباس بہ للضرورۃ، الاتری انہ یجوز لہا الافطار اذا خافت علی الولد فالمضغ اولی[1] (ملخصاً)

طعام چبادے مثلاً حائضہ یا نفاس والی کوئی عورت یا جو روزہ دار نہ ہوں، اور نہ روٹی پکی ہُوئی اور نہ دودھ میسر ہو تو اب ضرورت کے پیش نظر کوئی حرج نہیں، کیا آپ نہیں جانتے کہ جب کسی خاتون کو بچّے کے ضائع ہونے کا خوف ہو تو روزہ چھوڑ سکتی ہے، تو چبانا تو بطریقِ اولٰی جائز ہوگا۔ (ت)

فتح القدیر میں ہے:

الذوق لیس بافطار بل یحتمل ان یصیر ایاہ اذ قد یسبق شیئ منہ الی الحلق فان من حام حول الحمی یوشک ان یقع فیہ انتھت[2] مختصرات۔

چکھنا افطار نہیں بلکہ اس میں یہ احتمال ہوتا ہے کہ کہیں کوئی شئے حلق میں چلی جائے (یعنی افطار کا سبب ہے) کیونکہ جو محفوظ جگہ کے قریب جاتا ہے قریب ہے کہ اس میں داخل ہوجائے۔ گزشتہ عبارتیں اختصار کے ساتھ ختم ہوگئیں۔ (ت)

دیکھو کنیز مولٰی یا عورت شوہر کے لیے یا نان پز مزدوری پر روزے میں کھانا پکاتے تو اسے نمک چکھنا جائز نہیں بتاتے جبکہ مولٰی و شوہر و مستاجر خوش خلق و حلیم ہوں کہ نمک کی کمی بیشی پر سختی نہ کریں گے اور کج خلق و بدمزاج ہوں تو روا رکھتے ہیں، اور بچّے کو کوئی چیز چبا کر دینے میں شرط لگاتے ہیں کہ جب کوئی حیض یا نفاس والی عورت خواہ کوئی بے روزہ دار ایسا نہ ملے جو چبا سکے، نہ بچّے کو دودھ وغیرہ اشیاء جن میں چبانے کی حاجت نہ ہو دے سکے اور ساتھ ہی یہ بھی فرماتے ہیں کہ چکھنے چبانے سے روزہ جاتا نہیں بلکہ احتمال ہے کہ شاید حلق میں چلا جائے، لہذا بے ضرورت ناجائز ہوا مگر یہ نہیں فرماتے کہ سرے سے پکانا ہی حلال نہیں۔ ابھی گزرچکا کہ غلام و کنیز ایسے احکام میں اطاعتِ مولٰی نہ کریں، پھر زن و اجیر تو دوسرے درجے میں ہیں، اور پُر ظاہر کہ نمک ہرگز حلق میں چلے جانے کا سبب کُلّی یا اغلبی کیسا، سبب مساوی بھی نہیں، ہاں احتمالِ قریب ہے۔ و لہذا محقق علی الاطلاق نے بلفظِ احتمال ہی تعبیر فرمایا، اب پکانے کی ان اجازتوں کا منشا دو حال سے خالی نہیں یا تو امر وہی ہے کہ دخولِ دخان جبکہ شرعاً دائرۂ مفطرات سے خارج ہوچکا مدار کار حقیقۃً قصد ادخال پر رہا، بغیر اس کے جب افطار ہی نہیں تو اس کے قرب و تعریض میں کراہت کیوں ہو، یا اگر قصد سبب اغلب قصد مسبب ٹھہراؤ تو وا جب

---

[1] بحرالرائق باب مایفسد الصوم ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۲/ ۲۷۹-۸۰

[2] فتح القدیر باب مایوجب القضاء والکفارۃ نوریہ رضویہ سکھر ۲/ ۲۶۸

کہ دخولِ دخان کے لیے طبخ وغیرہ کی سببیت اُس سے بھی اضعف و نادر تر ہو جو دخولِ شوربا کے لیے ذوق کی اور
فی الواقع تجربہ بھی اس کی ندرت کا گواہ، دُھواں جب حلق میں جاتا ہے اس کی تلخی محسوس ہوتی اور طبیعت کی
واقعہ فوراً دفع کرتی ہے، اور جب دماغ میں جاتا اس کی سوزش معلوم ہوتی اور دماغ کو اذیت دیتی ہے،
یہ حالت کھانا پکانے والوں کو شاذ و نادر واقع ہوتی ہے نہ کہ ہر وقت یا ہر روز، تو دُھوئیں سے دُور و جُدا
کھڑا ہونا اور بھی زیادہ سبب شاذ تر ہوگا، اُس کے قصد کو قصدِ مسبب کہنا کیونکر ممکن، لاجرم یہاں اگر ہوگا
تو وہی محض دخول جسے تمام کُتب میں تصریحاً فرمایا کہ ہرگز مفسدِ صوم نہیں، بالجملہ اصول و فروعِ شرعیہ پر نظر
ظاہر اسی طرف منجر کہ اسباب علی الاطلاق ساقط النظر، ولہذا جس طرح رمضان مبارک میں نہانا، دریا میں
جانا حرام نہ ہُوا حالانکہ اس کے سبب کان میں پانی بھی چلا جاتا ہے۔ دن کو کھانا پکانا اور کاموں کے لیے آگ
جلانا حرام نہ ہُوا، ان نانبائیوں، حلوائیوں، لوہاروں، سُناروں وغیرہم کی دُکانیں قطعاً معطل کر دینا
واجب نہ ہُوا حالانکہ ان میں دُھوئیں سے ملابست ہے۔ جزاروں، قصابوں، شکر سازوں، حلوا فروشوں
کا بازار ہڑتال کر دینا لازم نہ ہُوا کہ کثرتِ مگس کا موجب ہے۔ دن کو چکی پیسنا، غلہ پھٹکنا، باہر نکلنا گلیوں میں
چلنا حرام نہ ہوا۔ حالانکہ وہ غالباً غبار سے خالی نہیں ہوتیں۔ یونہی دن کو مساجد بلکہ گھروں میں بھی جھاڑو دینا
خصوصاً صدرِ اوّل میں کہ فرش کچے ہوتے تھے۔ عطاروں کا دوائیں کوٹنا، مزارعوں کا غلہ ہوا پر اڑا کر صاف
کرنا۔ معماروں کا مٹی کی دیوار گرانا۔ مسافروں کا خوب چلتی ہوئی ریگستان میں سفر کرنا۔ فوجِ صائمین کا گھوڑوں
پر سوار نرم زمینوں سے گزرنا کہ غالباً دخولِ غبار کے اسباب ہیں ان کی حرمت بھی کہیں مذکور نہیں بلکہ فوجی مجاہدوں
کا روزہ احادیث سے ثابت اور بے ضرورت کُلی کا جواز تو صراحۃً منصوص بہرحال اس قدر تو قطعی یقینی کہ
اسباب غیر غالبہ کلیۃً نا ملحوظ، ولہذا علمائے کرام نے بخور کے سبب فسادِ صوم ہونے کی یہی تصویر فرمائی کہ
اگر دان پر محتوی ہو جائے یعنی ایسا جھک جائے کہ گویا وہ اس کے جسم کے اندر اور اس کا بدن اس پر مشتمل ہے
اور شرنبلالیہ و امداد و مراقی و طحطاوی و شامی و مجمع الانہر میں تو اس پر بھی قناعت نہ فرمائی کہ فاواہ الی
نفسہٗ[1] بخوردان کو اپنے بدن کے متصل کر لیا بلکہ صراحۃً اس پر زیادت کی واشتم دخانہ[2] قریب کر کے
اس کا دُھواں اُوپر کو سُونگھا، یہ خاص قصدِ ادخال اور اس کا مفطر ہونا بے مقال اور صورتِ سوال پر حکمِ
افطار باطل خیال ھکذا ینبغی التحقیق واللہ سبحانہ ولی التوفیق والحمد للہ رب العالمین

---

[1] مراقی الفلاح مع حاشیۃ الطحطاوی باب فی بیان مالا یفسد الصوم نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ص ۳۶۱
[2] غنیہ ذوی الاحکام حاشیۃ درر الحکام باب موجب الافساد مطبعہ کامل الکائنہ دار سعادت مصر ۱/ ۲۰۲

(تحقیق کا حق یہی تھا اللہ سبحانہ ہی توفیق کا مالک ہے والحمد للہ رب العالمین ۔ ت) اور اس پر ایجاب کفارہ تو صریح بہتان ۔ کفارہ کے لیے جنایت کاملہ چاہئے اور بے قصد و بے ارادہ کون سی جنایت کاملہ ہو سکتی ہے ، اگر بفرضِ غلط اس صورت میں روزہ جانا بھی ٹھہرا لیتے تو کیا شرع سے کوئی اس کی نظیر بتا سکتا ہے کہ بلا قصد جو افطار واقع ہو اس میں حکم کفارہ دیا گیا ہو ، بھلا یہ تو بلا ارادہ حلق یا دماغ میں دھواں جاتا ہے ، بلا تعمد جماع بھی تو موجب کفارہ نہیں جو اکبر و اشنع مفطرات ہے ۔ تنویر الابصار میں ہے :

ان جامع فی رمضان اداء او اکل او شرب عمدا قضی وکفر[1]

اگر ادائے رمضان میں عمداً جماع کیا یا کھایا پی لیا تو قضاء و کفارہ دونوں لازم ہوں گے ۔ (ت)

درمختار میں ہے ، عمدا راجع للکل[2] (قصداً کی قید ہر ایک سے متعلق ہے ۔ ت)

ردالمحتار میں ہے :

المراد تعمد الافطار والناسی وان تعمد استعمال المفطر لم یتعمد الافطار[3]

یہاں ارادۂ افطار مراد ہے ، بھول جانے والا اگرچہ کھانے پینے کا قصد تو کرتا ہے مگر اس کا افطار کا ارادہ نہیں ہوتا ۔ (ت)

یہ مسئلہ بدیہیات فقہیہ سے ہے حاجتِ ایضاح سے غنی ۔

قلت وانما اطنبنا الکلام فی ھذا المقام حرصا علی احکام الاحکام وادغام الاوھام احترازا ان لایعتر عاثرحین یعثر علی بحث للعلامۃ الشرنبلالی فی ھذا المرام حیث قال رحمہ اللہ تعالٰی فی غنیۃ ذوی الاحکام قولہ او دخل حلقہ غبار او اثر طعم الادویۃ فیہ لانہ لایمکن الاحتراز منھا اھ لدخولہ من الانف اذا اطبق الفم کما فی الفتح قلت فھذا یفید

قلت ہم نے اس مقام پر اتنی طویل گفتگو اس لیے کی ہے تاکہ احکام میں استحکام اور اوہام کا ازالہ ہو اور اگر آپ علامہ شرنبلالی کی بحث پر مطلع ہو تو وہاں ہر کسی کے اعتراض سے محفوظ ہو جائیں انھوں (رحمہ اللہ تعالٰی) نے غنیہ ذوی الاحکام میں فرمایا قولہ یا روزہ دار کے حلق میں غبار یا ادویات کا ذائقہ داخل ہو جائے کیونکہ اس سے احتراز ممکن نہیں اھ کیونکہ اگر منہ بند بھی ہو تو ناک کے ذریعے دخول ہو جائیگا ' جیسا کہ فتح القدیر میں ہے ، قلت یہ عبارت بتا رہی ہے

---

[1] تنویر الابصار متن درمختار باب مایفسد الصوم ومالایفسدہ مجتبائی دہلی ۱/۱۵۱
[2] درمختار " " " " " "
[3] ردالمحتار " مایفسد الصوم مصطفی البابی مصر ۲/۱۱۸

انه اذا وجد بدا من تعاطی ما یدخل
غبارہ فی حلقہ افسد لوفعل[1] اھ وقال
السید الطحطاوی فی حاشیۃ علی المراقی
وعلی الدر واللفظ للاولی قولہ
اودخل حلقہ غبار الخ بہ عرف حکم
من صناعتہ الغربلۃ اوالاشیاء التی
یلزمھا الغبار وھو عدم الصوم
وفی سکب الانھر عن المؤلف
ولو وجد بدا من تعاطی
ما یدخل الخ ویدل علیہ
التعلیل بعدم امکان التحرز[2] اھ
وقال السید الشامی فی ردالمحتار
قولہ لعدم امکان التحرز
عنہ ھذا یفید انہ اذا وجد
بدا من تعاطی الخ شرنبلالیۃ[3] اھ ملخصا
فیظن ان ما نحن فیہ من باب تعاطی
سبب ممکن التحرز عنہ وحقیقۃ الامر
ان العلامۃ الباحث رحمہ اللہ تعالٰی
لاینکر ان مدار الاحکام ھٰھنا علی
التفرقۃ بین الدخول والادخال فحسب اما
سمعت الی ما مر من قولہ فی متنہ لایفسد الصوم

اگر ایسے کام میں مشغولیت سے چارہ ہو جس سے غبار
حلق میں داخل ہوجاتی ہے تو اب اگر عمل کیا تو روزہ
فاسد ہوجائے گا اھ سید طحطاوی نے حاشیہ مراقی
اور حاشیہ در میں کہا ہے اور یہ عبارت پہلی
کتاب کی ہے قولہ یا غبار روزہ دار کے حلق میں
داخل ہوگئی الخ اس سے ان لوگوں کا حکم معلوم
ہوگیا جو گیہوں چھانتے یا ایسے کام کرتے ہیں جن کے
ساتھ غبار لازمی ہے اور وہ ہے روزہ کا نہ ہونا،
سکب الانہر میں مؤلف سے ہے اگر ایسے کام سے
بچنے کا چارہ ہو جس سے دخولِ غبار ہوتا ہے اب اگر
ایسا عمل کیا تو روزہ فاسد ہوجائے گا، دلیل یہ
علت ہے کہ اس سے بچنا ممکن نہیں اھ سید شامی
نے ردالمحتار میں فرمایا قولہ "اس سے بچنا ممکن نہیں"
یہ واضح کررہا ہے کہ اگر بچنا ممکن ہو تو الخ شرنبلالیہ اھ
تو اس سے گمان کرلیا گیا ہے کہ زیربحث مسئلہ ان
میں سے ہے یہاں غبار والے سبب میں مشغول
ہونے سے بچنا ممکن ہے اور حقیقت امر یہ ہے کہ
علامہ رحمہ اللہ تعالٰی اس بات کے منکر نہیں کہ
احکام کا مدار یہاں فقط دخول اور ادخال کے فرق
پر ہے کیا آپ نے ملاحظہ نہیں کیا کہ متن کے حوالے
سے پیچھے گزرا کہ روزہ اس صورت میں فاسد ہوگا

---

[1] غنیہ ذوی الاحکام حاشیہ درر الحکام باب موجب الفساد احمد کامل الکائنۃ دارسعادت مصر ۱/۲۰۲
[2] طحطاوی علی مراقی الفلاح باب بیان مالایفسد الصوم نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ص ۳۶۲
[3] ردالمحتار باب مایفسد الصوم ومالایفسدہ مصطفی البابی مصر ۲/۱۰۶

ولو دخل حلقه دخان بلاصنعه[1] وشرحیه له وحاشیته علی الدرر من قوله فیما ذکرنا اشارۃ الی انه من ادخل بصنعه فسد صومه[2] وقوله لامکان التحرز عن ادخال المفطر[3] ولذا لما اتی العلامۃ المدقق العلائی فی الدر علی تلخیص کلام الشرنبلالی لم یلخص الاحرفا واحدا وھو التفرقۃ بالدخول والادخال کما اسمعناك نصه وانما مطمح نظرہ و ملمح بصرہ رحمه اللہ تعالٰی ما القینا علیك ان السبب اذا کان مفضیا ولابد کان قصدہ قصد المسبب فکان من باب الادخال بصنعه، وانما یستقیم ان استقام فیما یفضی قطعا او ظنًا غالبًا ومن الدلیل علیه نوطه فی الکتب الثلثۃ حکم الفساد بمجرد تعاطی تلك الاسباب حیث قال "افسد لوفعل" ولم یقل "لو فعل ودخل" فانما ینظر الی ان فعله یوجب الدخول فاجتزأ بذکرہ عنه والا فلا یتوھم عاقل فضلا عن فاضل فضلا عن مثل ھذا الفاضل ان

جب دُھواں حلق میں بلاقصد وعمل داخل ہُوا، اس کی دونوں شروحات اور حاشیہ درر کے حوالے سے یہ قول بھی گزر چکا کہ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ روزہ دار نے اگر خود دُھوئیں کو داخل کیا تو روزہ ٹوٹ جائے گا، قولہ کیونکہ اس صورت میں روزہ توڑنے والی اشیاء کے ادخال سے احتراز ممکن ہے اس لیے در میں علامہ مدقق علائی نے شرنبلالی کے کلام کی تلخیص کرتے ہُوئے صرف ایک حرف کی تلخیص کی ہے اور وہ دخول اور ادخال میں فرق ہے جیسا کہ پیچھے ہم نے ان کے الفاظ آپ کے سامنے رکھے، جو ہم نے بیان کیا اس سے علامہ رحمہ اللہ تعالٰی کا مطمح نظر یہ ہے کہ سبب اگر لازمی طور پر مفضی ہے تو اس سبب کا قصد مسبب کا ہی قصد ہوگا تو یہ ادخال بالقصد کے باب سے ہوگا، اگر یہ درست ہے تو یہ صرف وہاں ہی ہوگا جہاں سبب قطعی یا ظنِ غالب کے طور پر مفضی ہوگا اس پر دلیل یہ ہے کہ تینوں کتب میں حکم فساد کا مدار محض ان اسباب میں مشغول ہونے کو قرار دیا ہے، ان کے الفاظ یہ ہیں "اگر اس نے ایسا کیا تو روزہ ٹوٹ جائے گا"، یہ نہیں کہا "اگر کیا اور داخل ہوگیا"، کیونکہ ان کی نظر اس پر تھی کہ ایسے اسباب کا کرنا ہی دخول کا موجب ہے لہذا اس کے ذکر پر اکتفاء فرمایا ورنہ کوئی عاقل چہ جائیکہ ایسا فاضل یہ بات کہے کہ محض ان کاموں

---

[1] نور الایضاح باب مایفسد الصوم مطبع علیمی لاہور ص ۶۴

[2] مراقی الفلاح مع حاشیۃ طحطاوی باب فی بیان مالایفسد الصوم نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ص ۳۶۱

[3] غنیۃ ذوی الاحکام مع حاشیۃ درر باب موجب الافساد مطبعۃ احمد کامل الکائنۃ دار سعادۃ مصر ۱/۲۰۲

مجرد تعاطی تلك الافعال یفسد الصوم و ان لم یدخل شیئ ثم هو رحمه الله تعالٰی دار یقینًا ان الکینونة فی بیت فیه بخور لیس سببا غالبا لدخول الدخان و لذا علق الفساد فی کتبه الثلثة بایوائه الی نفسه بل ولم یقنع به حتی زاد واشتم دخانه فقد وضح اتضاح الشمس فی رابعة النهار ان لامساس بمسألتنا لمابحث العلامة الفاضل هنا.

ثم اقول وبه ظهر ولله الحمد انه لایرد علی بحثه ماقدمنا من مسائل الطبخ والدق والاغتسال وخوض الماء والطحن والسف ودخول الطرقات وامثالها فهذا غایة ما وصل الیه ذهنی القاصر فی تصحیح بحثه لکن یرد علیه من المنصوصات مسألة المضمضة ورودا لامردله فانها سبب اغلبی بل کلی لدخول البلل ولم یکن تعاطیها ولو بلاضرورة بل بلاحاجة لیفسد الصوم بالاجماع وان قیل فی النوادر بکراهتها ولعل مجیبا یجیب بان لیس الحامل فیه علی الحکم بعدم الفطر مجرد امتناع التحرز بل وشیئ اٰخر و هوکونه قلیلا تابعا للریق کما قالوا فی لحم بین اسنانه قال فی الهدایة لو

میں مشغول ہونا روزہ توڑ دیتا ہے اگرچہ کوئی شَے داخل نہ ہوئی ہو، پھر علامہ رحمہ اللہ تعالٰی یہ بھی یقینًا جانتے ہیں کہ جس گھر میں بخور ہو وہاں موجود ہونا دھوئیں کے دخول کا سبب غالب نہیں ہے، یہی وجہ ہے کہ تینوں کتب میں یہ قید لگائی ہے کہ اسے اپنے قریب کرے بلکہ اس پر بھی اکتفا نہ کیا حتی کہ یہ زائد کیا کہ اس کا دھواں سُونگھے اب تو روشن دن کی طرح واضح ہوگیا کہ علامہ فاضل نے جو یہاں کہا ہے اس کا تعلق ہمارے زیر بحث مسئلہ سے نہیں ہے۔

ثم اقول بحمد اللہ اس سے واضح ہوگیا کہ جو ہم نے پیچھے مسائل بیان کئے مثلاً کھانا پکانا، چکھنا، غسل کرنا، پانی میں غوطہ لگانا، چکّی پیسنا، غلّہ پھٹکنا اور گلیوں میں چلنا وغیرہ، یہ سب علامہ کی بحث کارد نہیں کرتے۔ علّامہ کی بحث کی تصحیح میں بندہ کا ذہن قاصر اسی انتہائی مقام پر پہنچا ہے لیکن اس پر منصوصات میں سے مسئلہ کلی کرنا ایسا وارد ہوتا ہے جس کا جواب نہیں کیونکہ وہاں تری کا دخول سبب اغلب ہی نہیں بلکہ کلی سبب ہے اور روزہ دار کا اس میں مشغول ہونا اگرچہ بلاضرورت بلکہ بلاحاجت ہو حالانکہ اس صورت میں روزہ بالاتفاق نہیں ٹوٹتا، اگر یہ کہا جائے کہ نوادر میں ہے کہ اس میں کراہت تو ہے تو شاید جواب دینے والا یہ کہے کہ کُلّی میں عدم فطر کے حکم کا باعث محض احتراز کا امتناع ہی نہیں بلکہ ایک اور شَے بھی ہے اور وُہ اس کا قلیل اور تھوک کے تابع ہونا ہے جیسا کہ فقہاء نے اس گوشت کے بارے میں کہا ہے جو

اکل لحما بین اسنانه فان کان قلیلا لم یفطر لان القلیل تابع لاسنانه بمنزلة ریقه بخلاف الکثیر لانه لایبقی فیما بین الاسنان والفاصل مقدار الحمصة ومادونها قلیل[1] اھ۔

دانتوں میں پھنس جاتا ہے۔ ہدایہ میں ہے کسی نے دانتوں کے درمیان پھنسا ہوا گوشت کھالیا اگر وہ تھوڑا تھا تو روزہ نہیں ٹوٹے گا کیونکہ قلیل دانتوں کے تابع ہونے کی وجہ سے بمنزل تھوک ہوگا بخلاف کثیر کے، کیونکہ وہ دانتوں کے درمیان باقی نہیں رہ سکتا اور قلیل وکثیر میں فرق یوں ہے کہ اگر چنے کی مقدار ہو تو کثیر اور اس سے کم ہو تو قلیل اھ۔

اقول ولایجدی فان عدم الافطار ھھنا ایضا انما ھو معلل بعدم امکان التحرز فرجع الامر الی ما وقع قال فی الفتح وانما اعتبر تابعا لانه لایمکن الامتناع عن بقاء اثر ما من الماکل حوالی الاسنان وان قل ثم یجری مع الریق التابع من محله الی الحلق فامتنع تعلیق الافطار بعینه فیعلق بالکثیر وھو مایفسد الصلوٰۃ لانه اعتبر کثیرا فی فصل الصلوٰۃ ومن المشائخ من جعل الفاصل کون ذٰلک ممایحتاج فی ابتلاعه الی الاستعانة بالریق اولا الاول قلیل والثانی کثیر وھو حسن لان المانع من الحکم بالافطار بعد تحقق الوصول کونه لایسھل الاحتراز عنه و ذٰلک فیما

اقول یہاں یہ بات بھی مفید نہیں کیونکہ روزہ نہ ٹوٹنے کی وجہ یہی بیان کی گئی کہ تری سے بچنا ممکن نہیں تو معاملہ پھر اسی طرف لوٹ آیا جہاں تھا، فتح میں ہے تابع اس لیے قرار دیا کہ کھانے کے بعد دانتوں کے اردگرد پر اثر کا باقی نہ رہنا ناممکن ہے اگرچہ وہ اثر بہت قلیل ہو پھر وہ تھوک کے ساتھ اپنی جگہ سے حلق کی طرف چلا جاتا ہے تو اب روزہ ٹوٹ جانے کو بعینہٖ اس اثر کے ساتھ متعلق کرنا ممکن نہ رہا، ہاں کثیر سے متعلق ہوگا اور وہ اتنی مقدار ہے جو نماز کو فاسد کردے کیونکہ اسے نماز کے معاملہ میں کثیر اعتبار کیا گیا ہے، مشائخ میں سے بعض نے قلیل وکثیر میں یوں فرق کیا کہ اس شئی کو نگلنے کے لیے تھوک کی مدد کی ضرورت ہے یا نہیں، اگر مدد درکار ہے تو قلیل ورنہ کثیر، اور یہ بہت خوب فرق ہے کیونکہ جوف میں وصول کے بعد روزہ نہ ٹوٹنے کے حکم میں مانع صرف یہ ہے کہ اس سے احتراز آسان نہ تھا اور یہ بات اس میں

---

[1] الہدایۃ باب مایوجب القضاء والکفارۃ المکتبۃ العربیۃ کراچی ۱/۱۹۸

یجری بنفسہ مع الریق الی الجوف لا فیما یتعمد فی ادخالہ لانہ غیر مضطر فیہ[1] اھ وقد نقل کلامہ العلامۃ الشرنبلالی نفسہ فی المراقی تصریحا وفی الغنیۃ تلویحا مقرا علیہ، وھذا ایضا بحمد اللہ تعالٰی مشید ارکان ما نحونا الیہ من ان المناط ھو الفرق بالدخول والادخال لاغیر وان لا نظر فی الدخول الی کون سببہ مما یستسھل التحرز عنہ، الاتری ان الانسان غیر مضطر الی اکل ما یبقی شیئ منہ فی اسنانہ کاللحم وامثالہ بل یمکن الاجتزاء بمثل اللبن ثم ان سلم لہ ان تعاطی الاسباب الغالبۃ من باب الادخال المفطر لوجب ان یکون مفطرا مطلقا وان احتاج الیھا کما قدمنا بحقیقتہ فلیس من لم یکن عندہ ما یغنیہ یومہ ولم یقدر علی الاکتساب الابحرفۃ غربلۃ وھرس وخبز وطبخ ونحوھا مما یدخل فیہ الغبار والدخان باجل ضرورۃ واقل حیلۃ من مریض او نائم او مکرہ او ذی مخمصۃ فاذا لم یستحق اولٰئک اسقاط

جاری ہوسکتی ہے جو تھوک کے ساتھ جوف میں جائے، لیکن اس میں جاری نہیں ہوسکتی جس کا ادخال عمداً ہو کیونکہ اس میں روزہ دار مجبور نہیں اھ علامہ شرنبلالی نے یہ کلام مراقی میں تصریحاً اور غنیہ میں اختصار کے ساتھ اسے ثابت رکھتے ہُوئے نقل کیا ہے، بحمداللہ یہ بھی ہماری اس گفتگو کی بنیادوں کو مستحکم کرتا ہے کہ فرق کا مدار دخول اور ادخال پر ہے، اس کے علاوہ کوئی فرق نہیں اور دخول میں اس طرف نظر کرنا بھی مناسب نہیں کہ اس کا سبب ہونا ایسا تھا جس سے بچنا آسان تھا، کیا آپ ملاحظہ نہیں کرتے کہ دانتوں میں جو بچ جاتا ہے مثلاً گوشت وغیرہ تو انسان اس کے کھانے پر مجبور نہیں بلکہ انسان کا اس سے محفوظ رہنا ممکن بھی ہے، مثلاً دودھ وغیرہ کے ذریعے، پھر اگر یہ تسلیم کرلیا جائے کہ ایسے اسباب میں مشغول ہونا جن سے غالباً دخولِ غبار ہوجاتا ہے اور روزہ ٹوٹ جاتا ہے، تو ضروری ہوگا کہ یہ ہر حال میں روزہ ٹوٹنے کا سبب بنے اگرچہ آدمی اُن کا محتاج ہو، جیسا کہ ہم پیچھے اس کی حقیقت بیان کر آئے، تو وہ شخص جس کے پاس دن گزارنے کے لیے کوئی چیز نہ ہو اور وُہ آٹا چھاننے، گھوڑا دوڑانے، روٹی کھانے اور پکانے وغیرہ جو دخولِ غبار کا سبب ہیں ان کے علاوہ کسی کاروبار پر قادر بھی نہ ہو تو ایسا شخص مریض، سونے والے، مکرہ اور صاحبِ اضطرار سے ضرورت

---

[1] فتح القدیر باب ما یوجب القضاء والکفارۃ نوریہ رضویہ سکھر ۲/۵۹-۲۵۸

حکم الفطر فانی یستحقہ من ھو دونھم وقد جری ھو بنفسہ فی متنہ علی تعمیم الغبار غبار الطاحونۃ فالاوفق الاوفق الالصق بالاصول بالقبول عندی ھو الاطلاق الذی جرت علیہ المتون والشروح والفتاوی قاطبۃ الی اواسط القرن الحادی عشر حتی جاء العلامۃ الشرنبلالی فنظر ما نظر ولقد احسن واجاد فی کتبہ الثلثۃ اذ علق الفساد بالبخور علی اشتمام الدخان والعلم بالحق عند الملک المنان۔

میں زیادہ اور جلد میں کم نہیں ہوتا، تو جب مذکورہ لوگ اسقاط حکم افطار کے مستحق نہیں تو جوان سے کم درجہ کا معذور ہے وہ اسقاط کا کیسے مستحق ہوگا، علامہ نے خود متن میں عام غبار کا اعتبار کیا ہے جیسے چکی کی غبار، تو اصول کے زیادہ موافق و مناسب ہوگی اور قبول کے زیادہ لائق۔ میرے نزدیک وہ اطلاق ہے جس پر گیارھویں صدی کے وسط تک تمام متون شروحات اور فتاوٰی کی نقل جاری رہی حتی کہ علامہ شرنبلالی کا دور آیا تو اُنھوں نے اس پر غور وفکر کیا جو اُن کی شان کے لائق تھا، اُنھوں نے اپنی تینوں کُتب میں یہ لکھ کر بہت ہی خُوب کیا کہ بخور کا دُھواں قصداً سُونگھنے سے روزہ فاسد ہوجاتا ہے۔ حق کا علم مالک اور احسان فرمانے والے اللہ تعالٰی کے لیے ہے۔ (ت)

الحمدللہ یہ جواب عجاب، کاشف سواب ورافع حجاب اوائل ذی القعدۃ الحرام کے چند جلسوں میں تمام اور بلحاظ تاریخ "الاعلام بحال البخور فی الصیام" نام ہوا۔ وصلی اللہ تعالٰی علٰی سیدنا ومولانا محمد وآلہ وصحبہ وبارک وسلم، واللہ سبحانہ وتعالٰی اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم۔

مسئلہ ۲۲۶: مسئولہ امانت علی شاہ ساکن قصبہ نواب گنج ضلع بریلی ۷ا رمضان ۱۳۳۱ھ

اس سے پہلے میں نے آپ سے سوال کیا تھا کہ روزہ دار کو غوطہ لگانا چاہیے یا نہیں؟ اور سُرمہ لگانا چاہیے یا نہیں؟ تو ایک شخص کہتا ہے کہ غوطہ لگانا کیا بلکہ ناف کے اُوپر پانی پہنچ جائے گا تو روزہ ٹوٹ جائے گا، اور سُرمہ بعد عصر کے لگانا چاہیے۔ اور ایک شخص نے یہ بھی کہا کہ سُرمہ لگا کر سونا نہ چاہیے، اور روزہ دار کو خوشبو سُونگھنا چاہیے یا نہیں؟ اور سر میں تیل ڈالنا چاہیے یا نہیں؟ اور بدن پر روغن ملنا چاہیے یا نہیں؟ اور ہلاس سُونگھنا چاہیے یا نہیں؟ اور مسواک کرنا چاہیے یا نہیں؟ اور مسواک کی لکڑی چبانا چاہیے یا نہیں؟ اور دانتوں میں خلال کرنا چاہیے یا نہیں؟ اور منجن ملنا چاہیے یا نہیں؟

الجواب

وہ شخص غلط کہتا ہے، پانی بدن کے اُوپر ہونے سے روزہ جائے تو نہانے سے بھی جائے، وضو سے بھی جائے۔ ہاں جوف کے اندر مسام کے سوا منافذ سے پہنچے تو روزہ جائے گا مگر غوطے میں ایسا نہیں، غوطہ لگا کر کھلے ہُوئے منفذ نتھنوں کو دیکھئے کہ ان میں بھی پانی نہیں پہنچتا اور سُرمہ بھی ہر وقت لگانے کی اجازت ہے اور لگا کر سو بھی سکتا ہے اور سونے سے بھی کھکھار میں سُرمہ کی رنگت آجائے تو کچھ حرج نہیں کہ یہ مسام سے پہنچا اور آنکھوں میں معاذ اللہ کان یا ناک کے سوراخ نہیں کہ اُن میں داخل روزہ کو مضر ہو۔ روزہ دار خوشبو سُونگھ سکتا ہے، سُونگھنے سے جس کے اجزاء دماغ میں نہ چڑھیں برخلاف اگر لوبان کے دُھوئیں کے کہ اسے سونگھ کر دماغ کو چڑھ جائیگا تو روزہ جاتا رہے گا۔ روزہ دار سر میں روغن ڈال سکتا ہے کہ یہ بھی مسام میں کوئی منفذ نہیں۔ بدن پر بھی روغن مل سکتا ہے مل کر خوب جذب کر سکتا ہے، ہاں مثلاً کان میں نہیں ڈال سکتا، اگر ڈالے گا روزہ جاتا رہے گا۔ روزہ دار کو ناس لینا حرام ہے اُس کا کوئی ذرہ دماغ کو پہنچا تو روزہ جاتا رہے گا۔ مسواک کرنا سنت ہے، ہر وقت کر سکتا ہے، اگرچہ تیسرے پہر یا عصر کو چبانے سے لکڑی کے ریزے چھوٹیں یا مزہ محسوس ہو تو نہ چاہئے۔ خلال کرنے میں تو کوئی مضائقہ نہیں مگر رات کا دانتوں میں کچھ بچا رکھنا نہ چاہئے جسے دن کو خلال سے نکالے، ہاں سحری کھا کر فارغ ہُوا تھا کہ صبح ہو گئی تو اب ہی خلال کرے گا اس کا حرج نہیں، روزہ میں منجن ملنا نہ چاہئے۔